پروفیسر مقبول احمد صاحب قاضی پہلا حصہ

درسِ حدیث

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من ادخل فرسا بین فرسین و ھو لا یامن ان یسبق فلا باس و من ادخل فرساً بین فرسین وھو آمن ان یسبق فھو قمار (احمد ، ابوداؤد ، ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنا گھوڑا دو گھوڑوں میں شامل کر دیا اور اس کو اندیشہ ہے کہ نہیں جیت سکے گا تو اس میں کوئی حرج نہیں ۔ اور جس نے اپنا گھوڑا دو گھوڑوں میں شامل کر دیا اور وہ بے اندیشہ ہے کہ اس کا گھوڑا جیت جائے گا۔ تو یہ قمار (جوا) ہے ۔

جہاد شعائر اسلامی میں سے ایک اہم اور مہتم بالشان شعار ہے اس کی فضیلت و منقبت میں اور اس کی فرضیت و وجوب کے بارہ میں متعدد روایات و احادیث میں اللہ تعالےٰ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات موجود ہیں لہٰذا ہر وہ چیز اور ہر وہ آلہ جو نظم جہاد میں ممد و معاون ہو اس کی تعریف و تحسین ضروری اور لابدی امر ہے ۔ اس عمل جہاد کی نسبت سے ہی کتاب و سنت میں گھوڑوں کی فضیلت واقع ہوتی ہے ۔ اور یہ فضیلت صرف گھوڑوں کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ اونٹوں اور تیر اندازی کے ساتھ بھی ہے ۔ محض گھوڑے کا وجود کسی شرف کا مستحق نہیں بلکہ صرف وہ گھوڑے اس زمرہ میں آتے ہیں جو کہ جہاد کے لیے تیار کئے جاتے ہیں اور پھر ان پر سواری کرنا اور گھڑ سواری میں مہارت و قابلیت حاصل کرنا تاکہ معرکہ حق و باطل میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے انسان سر دھڑ کی بازی لگا سکے بھی اس تعریف و تحسین میں شامل ہیں ۔ اس مخصوص صورت کے تحت ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف گھڑ دوڑ کرائی بلکہ اس میں حصہ بھی لیا۔ مگر اس تمام عمل میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا کہ کہیں اس کام میں قمار یعنی جوئے بازی کا عنصر شامل نہ ہو جائے کیونکہ قمار ایک

ایسی لعنت ہے جس کی حرمت و ممانعت خود اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائی ہے
قمار کا معنی یہ ہے کہ کسی شخص سے کچھ رقم لی جائے مگر رقم دینے والے کو علم نہ ہو کہ اس کو اس کا عوض اور بدل ملے گا یا کہ نہیں گویا وہ عوض کے ملنے کے بارہ میں متردد اور مشکوک ہے۔ بیع اور قمار میں یہ ہی بنیادی فرق ہے۔ بیع میں انسان کو اس کے مال کا عوض کسی نہ کسی صورت میں ملتا ہے مگر قمار میں ایسا نہیں ہوتا۔ اور اگر بیع کی بھی کوئی ایسی صورت ہو جس میں مال کا عوض اور بدل نامعلوم ہو۔ اس کا حصول موہوم ہو یا اس کا بدل تو ہو مگر بائع کے قبضہ تصرف میں نہ ہو تو اس بیع کو بھی بوجہ قمار ہونے کے حرام قرار دے دیا گیا ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص کا غلام مفرور ہے یا اس کا کوئی چوپایہ اور جانور بھاگ گیا ہوا ہے اور اس کے قبضہ و تصرف میں نہیں تو ایسے غلام اور چوپایہ کی خرید و فروخت ممنوع ہے۔ یہ بیع غرر ہے جو اور قمار کی زد میں آتی ہے۔ اسی طرح دریا اور سمندر میں موجود مچھلیوں کا بارہ کنارہ پر بیٹھ کر سودا کر لینا بھی بیع غرر ہے دور جاہلیت میں ایک بیع یہ بھی تھی کہ کسی اونٹنی کے آئندہ ہونے والے بچے اور پھر اس بچے کے بچے کا بھی سودا ہو جاتا تھا۔ اس بیع کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا۔ چونکہ ان تمام صورتوں میں بیع میں قمار و رجوئے کا عنصر شامل ہو گیا ہے لہٰذا حلال ہونے کے باوجود ایسی بیع حرام ہے، اس طرح بعینہٖ اگرچہ گھوڑے رکھنا اور انہیں جہاد کے لیے تیار کرنا اور مجاہدین کا ان پر سواری کی مہارت حاصل کرنا اور اس مقصد کے لیے گھڑ دوڑ کے مقابلے کرنا جائز اور شرعاً مستحسن ہے تاہم اگر اس گھڑ سواری کے مقابلوں میں کسی جگہ بھی قمار اور جوئے کا عنصر شامل ہو جائے گا تو یہ گھڑ دوڑ حرام اور ممنوع قرار پائے گی۔

لہٰذا اگرچہ اس کی نیت میں جہاد کی تیاری ہی کیوں نہ ہو گھڑ دوڑ کی بھی مختلف صورتیں ہیں بعض بالکل جائز اور جائز ہیں مگر بعض بالکل حرام اور ممنوع ہیں۔

جائز صورتیں: (۱) گھڑ سوار بغیر کسی معاوضہ اور انعام کے گھوڑے دوڑائیں اور تیز رفتاری کا مقابلہ کرائیں۔

۲۔ دو گھڑ سواروں میں سے ایک جیتنے والے کو انعام دینے کا وعدہ کرے۔

۳۔ تیز رفتاری کا مقابلہ جیتنے والے کو حکومت یا کوئی اور شخص تبرعاً انعام دیدے۔

مذکورہ بالا تینوں صورتوں کی صحت بھی چار شرائط کے ساتھ مشروط ہے۔

۱۔ انعام کی رقم متعین اور مقرر ہو۔

۲ ۔ دوڑ کا فاصلہ متعین ہو۔
۳ ۔ دوڑ میں حصہ لینے والے گھوڑے برابر کی حیثیت رکھتے ہوں۔
۴ ۔ اور اس میں حصہ لینے والے گھوڑے متعین ہوں۔

گھڑ دوڑ کی حرام صورتیں :- ۱ ۔ دونوں گھڑسوار شرط لگائیں ۔ دونوں میں سے ہر ایک کہے کہ جو جیتے گا وہ دوسرے سے اتنی رقم وغیرہ لے گا ۔ اور جیتنے والا اپنی اور ہارنے والے کی رقم لے لے گا۔

۲ ۔ گھڑ دوڑ کی موجودہ اور آج کل کی مروجہ صورت بھی قطعاً حرام اور ممنوع ہے اور یہ صریحاً قمار یعنی جوئے کی ایک قسم ہے ۔ کیونکہ اس میں تماشائی کسی ایک گھوڑے پر شرط لگاتے ہیں اور تمام منتظمین کیطرف سے اسے بتایا جاتا ہے کہ فلاں گھوڑے پر ایک روپیہ کے ساتھ پچیس پیسے، پچاس پیسے یا روپیہ کے ساتھ روپیہ جیتنے کی صورت میں دیا جائے گا اور اس گھوڑے کے ہارنے کی صورت میں اسے کچھ نہ ملے گا اور اس کی ادا کردہ رقم پر بھی اس کا استحقاق ختم ہو جائے گا ۔ اس بات کو مزید واضح کرنے کے لیے ایک مثال یوں سمجھ لی جائے کہ ایک شخص ریس میں حصہ لینے کے لیے جاتا ہے ۔ وہ جب ریس کورس پہنچتا ہے تو اسے مختلف گھوڑوں پر شرط لگانے کی مختلف شرح سے آگاہ کیا جاتا ہے وہ الف گھوڑے پر ایک لاکھ روپیہ جمع کروا دیتا ہے کیونکہ الف پر سو فیصد روپے بھاؤ لگایا گیا ہے اگر الف جیت جاتا ہے تو اس شخص کو دو لاکھ روپیہ مل جائے گا ۔ اور اگر الف ہار جاتا ہے تو اس کا ایک لاکھ بھی ضائع ہو گیا ۔ یہ صریحاً قمار ہے ۔ جوا ہے اور میسر ہے جو حرام ہے اس کھیل نے آج تک لاکھوں خاندانوں کو برباد کیا ہے ۔ لاکھوں کو جو کبھی صاحب ثروت اور دولت مند تھے انہیں غربت و افلاس کی دلدل میں پھینک دیا ہے ۔ لہٰذا اسلام نے اس بنا پر اسے ممنوع اور حرام قرار دے دیا ہے۔

آج کل بعض حضرات اس کوشش میں مصروف عمل نظر آتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح اس کھیل کو مشرف باسلام کیا جا سکے اور ریس کے ان جواریوں کے لیے کوئی نہ کوئی شرعی حیلہ تلاش کیا جا سکے ۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ان حضرات نے اس قمار بازی کو حلال قرار دینے کے لیے دو احادیث کا سہارا لیا ہے۔

۱ ۔ مسند احمد میں روایت ہے کہ :۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبق بالخیل وراھن ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑدوڑ کرائی اور انعام دیا۔

اس حدیث میں فقط "راھن"، کا معنی ان حضرات نے شرط لگانا کیا ہے۔ اور اس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ گھڑ دوڑ میں شرط لگانا جائز ہے۔ کیونکہ بقول ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس حدیث کے موجب گھڑ دوڑ پر شرط لگائی۔ مگر ان حضرات کا لفظ "راہن" کا معنی شرط لگانا کرنا نہ صرف حدیث اور کتب فقہ سے لاعلمی اور جہالت پر مبنی ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی تہمت لگانے اور توہین رسالت کے بھی مترادف ہے اس حدیث میں "راہن" کا معنی شرط لگانا نہیں بلکہ انعام دینا ہے۔ مسند احمد ہی کی دوسری روایت میں یہ الفاظ "راہن" کے معنی کی وضاحت کے لیے کافی ہیں۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبق بالخیل واعطی السابق۔

اس حدیث نے واضح کر دیا کہ راہن کا معنی اعطی السابق ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑدوڑ کرائی اور جیتنے والے کو (انعام) دیا۔ پہلی روایت میں راہن اور دوسری میں راہن کی بجائے اعطی السابق کے لفظ کے بعد کس قدر افسوس اور شرم کی بات ہے کہ اپنی ہوائے نفسانی کی خاطر حدیث کے لفظ کا معنی ہی بدل دیا جائے۔ مسند احمد کی حضرتِ انس والی روایت میں تراہنون اور راہن علی فرس کے بھی یہ ہی معنی ہیں، معجم فقہ حنبلی میں صاف طور پر کہا گیا ہے گھڑ دوڑ کے مقابلہ میں جو انعام دیا جاتا ہے اس کے لئے کئی الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ جن میں سے ایک رہن بھی ہے۔ معجم فقہ حنبلی میں ہے۔

اسماء الجعل فی السبق ۔ گھڑ دوڑ میں انعام کے "مختلف" نام۔

السبق ، ھو الجعل الذی یسابق علیہ ویسمی الخطر والندب، والقرع، والرھن

سبق :۔ جو انعام مقابلہ میں دیا جاتا ہے۔ اس کو خطر، ندب، قرع اور رہن بھی کہا جاتا ہے

اس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ رہن سے مراد سبق اور جعل ہے یعنی انعام و اکرام جو جیتنے والے کو دیا جاتا ہے نہ کہ اس کا معنی شرط لگانا ہے۔ یہ معنی سراسر دھاندلی اور خود فریبی پر مبنی ہے۔ خود قرآن مجید میں رہن کا لفظ جزا اور بدلہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ارشاد

کل نفس بما کسبت رھینۃ ۔

امام راغب مفردات میں فرماتے ہیں۔

ای کل نفس مقامۃ فی جزاء ما تقدم

جن حضرات نے رہن کا معنی شرط کیا ہے ۔ دراصل انہوں نے صرف انگریزی عربی ڈکشنریوں کا مطالعہ کیا ہے ۔ انگریزوں نے رہن کا معنی شرط (BET) ہی کیا ہے ۔ لہٰذا انہوں نے ان کتب کی بات کو آنکھیں بند کر کے تسلیم کر لیا اور اسلامی مزاج اور روح کو بے دریغ کچل ڈالا ۔

دوسری حدیث جس سے ان لوگوں نے گھڑ دوڑ کو اسلامی رنگ دینے کی کوشش کی ہے وہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہی حدیث ہے جس کا ذکر ہم نے شروع میں کیا ہے اور اس حدیث کی رو سے کہتے ہیں کہ اگر دو سواروں کے ساتھ تیسرا سوار مل جائے اور وہ اپنی طرف سے کوئی شرط نہ لگائے تو ایسی گھڑ دوڑ حلال اور جائز ہے ۔ مگر یہ حدیث بوجوہ ان کے مفید مطلب نہیں ہے ۔

اولاً ۔ اس لیے کہ قمار اور میسر یعنی جوا ۔ نص قرآنی سے حرام قرار پایا ہے لہٰذا ایک ایسی روایت سے جو کہ بقول احناف خبر متواتر ہے نہ خبر مشہور " اس سے قمار کی کسی صورت کو کیسے حلال قرار دیا جا سکتا ہے ؟ اگر محلل کی صورت میں قمار کی کوئی مشکل جائز ہو سکتی ہے تو اس کے ثبوت کے لیے کم از کم حنفیہ کے نزدیک تو خبر متواتر یا خبر مشہور ہونا ضروری ہے مگر یہاں تو معاملہ یہ ہے کہ اس روایت کا خبر واحد ہونا بھی متنازع فیہ اور مشکوک ہے کیونکہ متعدد محققین اور اہل علم کی رائے میں محلل والی روایت مرفوع ہے ہی نہیں یعنی یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اور ارشاد ہی نہیں بلکہ یہ صرف حضرت سعید بن مسیب کا قول ہے ۔ ابو حاتم فرماتے ہیں ۔

احسن احواله ان يكون موقوفاً على سعيد بن المسيب (نيل الاوطار)

زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ سعید بن مسیب کا قول ہے ۔

چنانچہ موطا امام مالک میں مذکور ہے ۔

عن يحيى بن سعيد انه سمع سعيد بن المسيب يقول ليس برهان الخيل باس اذا دخل فيها محلل الخ ايضاً ۔

یحییٰ بن سعید نے اپنے باپ سعید بن مسیب سے سنا کہ گھڑ دوڑ میں جب کہ اس میں محلل شامل ہو کوئی حرج نہیں ۔

اس سے معلوم ہوا کہ ابو حاتم کے نزدیک یہ مرفوع روایت نہیں بلکہ ابن مسیب کا قول ہے محدث امام یحییٰ ابن معین فرماتے ہیں کہ :۔

هذا باطل وضرب على ابي هريرة ايضاً ۔